

وَقُلْ اِنَّ الْفَضْلَ لَبِ سَيِّدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَن يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ
 دین کی نصرت کے لئے اکل سماں پر تھوڑا عسلی اُن کی تعین کردیگا مفاہم محمود
 اب گیا وقت خزاں اُسے میں پھیل گئی دن

بہت میں دوبار شائع ہوتا ہے۔

الفصل

سایہ پر

حیدرہ غیہا کسے

فہرست مضامین

- ۱۔ حیدرہ غیہا کسے
- ۲۔ افکار احمدیہ
- ۳۔ مسلمانوں کے دل دکھانے والے الفاظ
- ۴۔ دعا اور اس کے پڑھنے کی ضرورت
- ۵۔ طلباء کو نصائح - اہل مدرسہ کے
- ۶۔ نامہ نگار کی فطرت بانی
- ۷۔ نظم حضرت حبیب موعود کی جگہ پر
- ۸۔ قدرت چاند دہندہ گان
- ۹۔ پیر کی تبلیغ دلائل
- ۱۰۔ ہنگامہ یورپ
- ۱۱۔ ہندوستان کی تخریب

Digitized by Khilafat Library

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت حبیب موعود)

جلد ۱۲ - اگست ۱۹۱۷ء - شنبہ - مطابق یکم ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ - نمبر ۱۵

المنشیہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ وکرمات اہی
 لکھنؤ۔ اور وقت دہنی ہے صنعت بہت کم۔ غرضی سی
 حرکت بھی تکلیف ہو جاتی ہے۔ اور عمارت بڑھ جاتی ہے
 جمعہ کے دن کسی قدر آفاقہ تھا۔ مگر ہفتہ سے آہستہ آہستہ عمارت
 میں بھر رہی ہے۔ ہفتہ کے روز حضور نے مغرب کی اور
 ایوار کو نظر کی ساز پڑھائی۔ اور کچھ دیر تک اپنے فدام کو دیا
 فرحت آثار سے مستفیض فرمایا۔ نیز بعض خطا کے جواب بھی
 لکھو اُسے ملے پیر کو حضور نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ اور اپنا
 کریں کہ خدا تعالیٰ حضور کو صحت بخشنے
 مطلع اور آواز دے رہا ہے۔ اور گھسے گھسے تھا جس کی وجہ سے
 ہے۔ کسی قدم کو بھی کجا کی شکایت نہ جاتی ہے۔

اخبار احمدیہ

جانب مغربی موصوف صاحب لکھتے ہیں
 وہاں کے قواعد یہاں کے واقعات کے بعض قواعد عجیب
 ہیں۔ جو خضابیرنگ ہو جائے۔ اس پر رنگ کی نہیں گنتی۔
 بلکہ پر رنگ کا ایک ٹکٹ ہوتا ہے وہ لگایا جاتا ہے۔ اس پر
 رقم نہیں ہوتی ہوتی ہے۔ اس کے مطابق چھٹی رسالہ موصول
 لینا ہے۔ وہاں میں کام کرنے والی قریباً سب عورتیں ہیں
 چھٹی رسالہ بھی عورتیں۔ ہمارے علاقہ کی چھٹی رسالہ
 تیری منزل پر جا کر ہمارے خدا دے جاتی ہے۔ یہاں سے آؤ
 مسکادوں پر نہیں ہوتے۔ بلکہ پڑھنا صاحب باندہ کو
 خط لکھتے ہیں کہ ایک نام کو سنی آؤر فلاں مقام سے آیا
 ہے۔ اگر یہ جادو لایا جائے تو جتنے ہیں کہ فریاد کا نام کیا ہے نام

درست بتلا دو۔ تو سنی آؤر دل جانے ہے۔ در ذہنیں۔ اس واسطے
 ضروری ہے کہ جو صاحب کو سنی آؤر دروازد کریں۔ ساتھ ہی ابنا
 بھی لکھ دیں۔ در ذہن جو کسی آؤر ذہن کے
 آؤر طلبی میں غیر معمولی خواہ
 اول غیر معمولی بارش و فلداد و پھل و غجرہ کا برباد ہونا۔ دوم۔ اس قدر
 مجھے بہت سے مقامات کو گھر اک باطل کی طرح معلوم ہوتے آؤ
 سیکڑا دل جاؤر مر گئے۔ لوگ بہت رنگ آؤر بھلے لکھتے ہیں کبھی کبھار
 نہ تھا تو سوم۔ ایک قسم کی سخت طاعون سے مر کر شروع کیا۔ جو
 کبھی اس ملک میں نہیں ہوئی۔ اور جاہلیاں آہستہ آہستہ پھیل رہی
 ہیں۔ اور تعالیٰ رحم فرماوے +
 ملا بار میں سڑک کی طرف کی آؤر
 در و دل دعا فرما دیں قاضی اور حاجی موسیٰ نام ایک
 غلام حادی برآمدین کے خلاف عوام کو اکٹھے کا مقدمہ چل رہا ہے

یہ سارا مضمون تقریریں صاحب وقت کی ہیں۔ صاحب چاند دہندہ گان۔

کئی میں تبلیغ

سیرت اسحاقیہ کی تقریر

اعتراضات اور ان کے جواب

(افتاحیہ کا نام ہے) جو کہ زعمی صاحب کے مکان پر تیار کیا گیا تھا

کے بعد ہمارے مکان پر لوگ آنا شروع ہو گئے ہیں کئی بھائی بھائی اور ایک بیوی بیوی بہت دیر تک تیار کیا گیا کرتے رہے۔ انہیں بائبل کے

انجیل پر جو صاحب نے تیار کیا تھا۔ انہیں بائبل کے ان کے ذہن پر آنا شروع کیا۔ انہوں نے کہا اپنے پروردگار سے

وہاں آؤ۔ انہیں ضیاء الاسلام میں لکھ کر آج بعد نماز

ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔

انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔

انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔

انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔

انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔

انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔

انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔

انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔ انہیں ضیاء الاسلام میں بد کے بعد آئے۔

قدیم اور عیسائی نے اعتراض کیے۔ ان اعتراضات میں سے ایک یہ ہے کہ اعتراض کا خلاصہ یہ تھا کہ جب ہر قوم میں

تھا کہ عیسائیوں کو مسیح کے قرآن مجید کیوں کہا

اس کا جواب یہ تھا کہ عیسائیوں کی طبیعت سے یہ

کہ وہ شریعتیں دینی ضروریات کے لئے تھیں جیسے

بچہ کو ابتدائی دودھ پلانا ہے۔ پھر وہی خدا جو اس

کے لئے دودھ پیدا کرتا ہے۔ بچہ کو دودھ پلانا ہے

کے بعد مختلف قسم کی غذا دینا ہے۔ یہاں تک کہ

اس طرح پر اس کو خوب کھولا۔

پھر اس کے سوال کا جواب دینا شروع کیا۔

پہلی کتاب میں حرف تبدیل پر تھی۔ خدا تعالیٰ کی

حقیقت کی طرف اشارہ تھا۔ دودھ تو اس کے لئے

تھا۔ اس کی طبیعت اور اس کی طبیعت کا انشاء کیا

ہے۔ اس کے لئے دودھ دینا شروع کیا۔ اس کی طبیعت

اور حیات کے لئے اس کی طرف سے آئے۔

عیسائی کا اعتراض اور اس کا جواب

ہاں۔ یہی چیز ہے۔ یہاں پر ہر قوم میں یہ

قرآن۔ ۱۰ تا ۱۲۔ انہیں ضیاء الاسلام میں

ایک اشتہار بھی تھا کہ ہر قوم میں یہ

باقی حالات بدستور ہیں۔ یہاں پر ہر قوم میں

کی وجہ سے بھی کئی کئی دفعہ اس کی طرف سے

دوسرے قرآن اور عوام پر اس کے لئے خدا کا

کہہ دیا گیا تھا۔ ساتھ ساتھ اس کے لئے خدا کا

ہے۔ اس کے لئے خدا کا یہاں پر ہر قوم میں

سے اس کو شہادت دینا شروع کیا۔ اس کے لئے خدا کا

طریقہ سے شہادت دینا شروع کیا۔ اس کے لئے خدا کا

یہاں پر ہر قوم میں یہاں پر ہر قوم میں

یہاں پر ہر قوم میں یہاں پر ہر قوم میں

یہاں پر ہر قوم میں یہاں پر ہر قوم میں

یہاں پر ہر قوم میں یہاں پر ہر قوم میں

یہاں پر ہر قوم میں یہاں پر ہر قوم میں

کے نزدیک نہ بنی اور خدا کے برگزیدہ تھے۔ اور جو شخص حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کے وہ ان کے نزدیک خاص
طور پر قابل عزت سمجھے جاتے ہیں۔ اور اس کے نام کو ایسے برے
معنوں میں استعمال ہونے دیکھنا ان پر بہت شامی گذرنا ہے

اسلامی ممالک
میں مذہبی آزادی

یہ بات تو ہم سب سے معلوم
تھی کہ مذہبی آزادی کسی
قسم کی مذہبی آزادی نہیں ہے
بلکہ مسیحیوں کو اسلام کے خلاف
کھینچنے کی اجازت تھی۔ مگر مسلمانوں کو ان کا جواب دینے کی اجازت
نہیں۔ اب یہ معلوم کر کے اور بھی انوس ہو گا کہ ایرانی حکومت کا
بھی یہی حال ہے۔ وہاں سے آنے والے دست بیان کرتے
ہیں کہ ایران میں مولائے شیعہ مذہب اور سنی مذہب کے باقی
سب مذاہب کے لئے کسی کتاب کا شائع کرنا منع ہے۔ بلکہ اگر
سے آنے والی کتابوں کو بھی روکا جاتا ہے۔ انوس ہے کہ
مذہب کی اور غیر مذہبی حکومت کے اختلاف اور عقل کا تو یہ
حال ہے۔ کہ خود اس کے اپنے مذہب کے خلاف تہذیب اور
شائستگی کے ساتھ جو کچھ کہو۔ وہ اسے پائے نہیں کرنی راؤ
اس "اسلامی حکومت" کا یہ حال ہے کہ کسی مذہب کا روکنا تو
بڑی بات ہے۔ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کی بھی اجازت
نہیں دیتی۔ ان واقعات کو دیکھ کر ایک راستی کے شبہ اور
مذہب کے دلدادہ کے دل سے کیا غلطی کی؟ ہمیں یہ
معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے۔ کہ ساحل ایران کے جس
تصدد پر مذہب کی حکومت کا اثر ہے اس میں نسبتاً آزادی کی
نور چھیل رہی ہے۔ اور انصاف کی طرف توجہ ہے۔ اور
اس قسم کے حکام پیش انصاف سے متاثر ہو کر دیں
تنگ نظری کو چھوڑ رہے ہیں۔ اور اب دیگر فرقہ کے اسلام
اور دیگر مذہب کی کتاب کے ماحول پر بھی سختی اور تشدد سے
کام نہیں لیا جاتا۔

لاہور کی بجائے امرتسر
دارالسلطنت بنانا

پڑاؤ افشاد گورنر پنجاب نے
حکومت کو تصور ضلع لاہور
میں جو فوجی بھرتی کے لئے
سہی اور کوٹھن کھولنے والوں کو اسناد و امانات وغیرہ دینے
کے لئے دربار منعقد کیا تھا۔ اس میں امرتسر کو دینے

آپ نے اعداد و شمار کے ذریعے بتایا کہ ضلع لاہور رجسٹر
کے ہم پہنچنے سے پہلے جسے جہت و دماغ ہے۔ حتیٰ کہ
امرتسر سے بھی پیچھے رہ گیا ہے۔ مختلف قوموں میں سکھوں
نے بمقابلہ مسلمانوں کے دس گنا اور ہندوؤں کے مقابلہ
میں سو گنا زیادہ رجسٹر ہم پہنچائے۔ گو یہ زیادہ تر
مذہبی دلہانہ سکھ ہیں۔ اور یہی سکھوں نے سو پر
دیگر حصے میں اپنے بہائیوں کے برابر سرگرمی ظاہر نہیں
کی۔ اگر ضلع لاہور نے اپنے اپنے نام سے اس جہت
کو مدد کرنے کی سفارشی سے کوٹھن دیکھ کر کوئی آئندہ
لفٹنٹ گورنر ممکن ہے کہ سزا کے طور پر دارالصلہ کو لاہور
سے امرتسر منتقل کرنے کی نسبت ماجر خیریت نگہ
کی تحریک پر عمل پیرا ہو۔ کیونکہ امرتسر سے اپنے باشندہ
اور ملک کی خدمت کے لئے خدایت شاد ار و دادا داما پرٹ
کا انبار رکھا ہے۔

ہزاروں نے بن حالات کے متاثر ہو کر یہ الفاظ بیان فرما
ہیں۔ وہ واقعی قابل انوس اور سنی پیدا کرنے والے ہیں
کیونکہ ضلع لاہور صوبہ پنجاب میں ایک خاص حیثیت رکھتا ہے
اور اس کا فرض ہے کہ کسی بات میں اپنے اوپر دوسرے اضلاع
کی نسبت مستثنیٰ یا عدم توجہی کا اہل ام نہ بنے۔ دے۔
اور اپنے آپ کو بلور مثال کے پیش کرے۔ لیکن انوس کو
اس نے فوجی بھرتی میں اس قدر کوشش نہیں کی۔ جس قدر کہ
لئے کرنا چاہتے تھے اور دوسرے اضلاع تو اگے رہے
اپنے قریب کے ضلع امرتسر کی طبیعت بھی پیچھے رہ گیا ہے
اس لئے اگر ہزاروں نے بطور سزا کے لاہور کی بجائے امرتسر
کو دارالسلطنت بنانے کا خیال ظاہر فرمایا ہے۔ تو کوئی
تعجب کی بات نہیں ہے۔ لیکن یہ سزا ایسی سخت ہے کہ
اس سے صرف ضلع لاہور کے باشندوں کو نقصان نہیں پہنچے
بلکہ کوٹھن پر بھی اس کا اثر پڑے گا۔ کیونکہ دارالسلطنت
کے ایک جھگڑے دوسری جگہ تبدیل کرنے کے لئے شبہاً
اخراجات کی ضرورت لاحق ہوگی۔ اور موجودہ صورت میں
جگہ جنگ کی وجہ سے ایک ٹکڑے میں نہایت کفایت شکاری
سے کام چلا جا رہا ہے۔ یہ اتنا بڑا بوجھ ہو گا جس کا
برداشت کرنا آسان نہ ہو گا۔ تاہم اگر ضلع لاہور کی نسبت
سے کوئی دقت پیدا آئے۔ جب ہزاروں کے اس خیال کو عملی

جاہر پہنچانے کی ضرورت پیش آگئی۔ تو ہزاروں کے لئے
اخراجات کا سوال مائل نہ ہو سکیگا۔ اور وہ اپنے اور
اسی طرح ہزاروں کے دکھا دیں۔ جس طرح گلہ کا پھیلنے والی کو
دارالسلطنت بنا کر دکھا رہا ہے۔ لیکن یہاں تک ہمارا خیال
اب اس قدر نہیں کہے گا۔ اور باشندہ کا خیال اور اپنے اوپر
اس دارالخلافہ کی بہت جلدی دیکھ گئے۔ اور جس طرح ان
کا ضلع و منہ جگہ میں پیش کرتا ہے۔ اسی طرح فوجی بھرتی میں
بھی اس کے علاوہ حاصل کریگا۔

حضور ملکہ معظمہ
کی انبار بھردی

ربیع الثانی میں مصیبت اور تحلیف انسانی
زندگی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور
جہاں کسی پر ایسی گوری آتی ہے نہ
کوئی انسان اسے خوشی دے سکتا ہے۔ بلکہ ان کی کلفت نہیں
رکھتا۔ لیکن انبار بھردی سے اس کے اثر کو کم مزور کر سکتا ہے
اسی غرض کے لئے حضور ملکہ معظمہ "میری" نے ان ہندوستانی
ستورات کو جن کے خاوند باپ یا بھائی میدان جنگ میں
کام آئے ہیں۔ اپنی تصویر رسد ایک مختصر سی جہد مانہ طور پر
دینے کا انتظام کیا ہے۔ یہ تصویریں ہندوستان میں پہنچ
گئی ہیں۔ اور عقربت تقسیم کی جا چکی۔ فقیر ملکہ معظمہ کے
لئے ہندوستانی کوئی اور انگریزی تحریر کا کس حصہ جس کا ترجمہ
مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ ربیع الثانی بھردی کے ساتھ مجھے سمندر پار تھوڑا
خلی اپنی وہ بیٹی بادامی ہیں۔ جو ہندوستان میں
رہتی ہیں۔ وہ خوبصورت لک جہاں میں دو
دفعہ جا چکی ہیں۔ اس سے مجھے بے حد شگفتگی
میں نہیں یہ تصویر اس لئے بھیجی ہوگی۔ تاکہ میں
بہادر سپاہی کی عزت کا انبار کروں۔ جو مصیبت
اور آزادی کے لئے لڑ رہے ہوئے میدان
جنگ میں کام آئے۔ (میری۔ آر۔ ای)

جہاں یہ تحریر زخمیرید ہندوستانی ستورات کو بہت کے لئے
جدا ہو جائیوے عزیز دل کی یاد کو تازہ کر کے آٹھ آٹھ آنسو
رلائیگی۔ وہاں ہمیں بہت برفرو کرنے کا بھی موقع دیگا کہ
ان کے صبح اور مصیبت سے ملکہ معظمہ کی پوری جہد دیکھا۔ اور
وہ ان کے مرنے والوں کو خاص عزت و توقیر کے قابل سمجھتا
ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم عنہ و عنہ علیہ وسلم **طلبہ کو نصائح** فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

طلبہ ہائے ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ کو موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے گھر جانے پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے بتایا کہ ہم گت بعد نماز صبح مسجد مبارک میں ہندو ذیل نصائح فرمائیں۔ اس دن جو کچھ حضور کی طبیعت ناساز تھی اس لئے حسب معمول نماز عصر کے بعد تقریباً قرآن کے۔ صبح کے بعد بھی اگرچہ حضور کی تکلیف تھی لیکن انسانی مدرسہ کی گزارش کو خون قبولیت بخشا اور قرآن ایک گھنٹہ تقریر فرمائی۔

جسے عام فائدہ کے لئے درج ذیل کیا جا رہا ہے (تذکرہ حضور نے سورہ فاتحہ ۷۰ رات کرنے کے بعد فرمایا۔ رخصت ہو چھٹی ایک ایسا غلط ہے جو غلطی کے برعکس علم کی زبان پر چڑھا ہوگا۔ چھٹی کی سنی کچھ کارائی ہوگی۔ کام کرنے سے چھوٹ گئے۔ رخصت کے بھی یہی معنی ہیں تو کام چھوڑ کر جانے کی عبادت نہ لگئی۔ تو رخصت اور چھٹی ایک ہی بات ہے۔ گویہ دونوں لفظ غلبہ کی زبان پر بہت جلدی ہوتے اور وہ چھٹی لینے سے بہت فائق ہوتے ہیں۔ نہ کوئی تعویذ ہو سیدھا ماسٹر کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ ایک دوسرا آٹھ کونج تو ضرور چھٹی دی جائے۔ دوسرا آٹھ کونج چھٹی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے کی اس قدر تائید کرتے ہیں کہ بچا رہے سیدھا ماسٹر کو چھٹی دینا ہی پڑتی ہے۔ کیونکہ انسان کی عادت ہے کہ جو بات بار بار اس کے سامنے پیش کی جائے اس کا اس پر اثر ہو جاتا ہے۔ تو چھٹی اور رخصت کا لفظ طلباء کے لئے بہت پسندیدہ لفظ ہے۔ لیکن بہت کم طلباء دہونگے جنہوں نے اس لفظ کی حقیقت چھوڑ کر کیا ہوگا۔

چھٹی سے خوشی کیوں ہوتی ہے
 چھٹی کے معنی ہیں چھوٹ گئے۔ اور رخصت کے معنی ہیں اجازت مل گئی مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس چیز سے چھوٹ گئے۔ کیا علم پڑھنے سے چھوٹ گئے۔ طلباء مدرسوں میں کیا کرتے ہیں یہی کہ علم پڑھتے ہیں۔ لیکن ان کو چھٹی لینے کا یہ

نکثار تو نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ علم پڑھنے سے چھوٹ جاتے ہیں اس لئے خوش ہوتے ہیں۔ لیکن چھٹی پڑھنے پر کوئی مجبور کر سکتا ہے۔ پھر ان کے ماں باپ بھی تو خوش ہوتے ہیں کہ ان کو چھٹی ملی۔ کیا وہ ان کے تعلیم سے چھوٹ جانے کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں اگر یہ بات ہوتی تو وہ انہیں دس بیس روپے ماہوار خرچ کر کے یہاں کیوں بھیجتے۔ اپنے پاس ہی کیوں نہ رکھتے۔ پھر لڑکے بھی جو بیک انکھا پسند کرتے ہیں مگر تعلیم نہیں چھوڑنا چاہتے وہ بھی چھٹی لینے پر کیوں اس طرح خوش ہوتے ہیں۔ جیلوں سے است اور تعلیم سے ہی چھوٹنے والے لڑکے خوش ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ لوگوں سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں کیونکہ اس لئے کہ سست تو محنت کرنے سے ہمیشہ ہی آزاد رہتے ہیں اور چھٹی بھی انہیں یہی موقع ملتا ہے تو چھٹی سے اس لئے خوشی نہیں ہوتی کہ علم پڑھنے سے چھوٹ گئے۔ پھر کیوں ہوتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کی عظمت میں یہ بات داخل ہے کہ جو چیز کسی دوسری چیز کے مشابہ ہو وہ اس کے اندر اسی قسم کے احساسات پیدا کر دیتی ہے جو دوسری کر سکتی ہے۔

مثال

انسان شریکی فقو
 کو دیکھ لے تو اس کے ذہن میں بہت سے ایسے خیال آ جاتے ہیں جو اصل شریک کو دیکھنے سے آسکتے ہیں۔ یا اپنے محبوب کی تصویر دیکھ کر اسی طرح جذبات آتے ہیں جس طرح اس کی اصل شکل کو دیکھ کر تو چھوٹ چھٹی من مانہ کو کہتے ہیں جو اصل کے بعد آرام حاصل کرنے کا زمانہ ہوتا ہے۔ کوئی ایم۔ اے پاس کر کے چھٹی کرتا ہے کوئی بی۔ اے۔ اور کوئی انٹرنس۔ اسی طرح کوئی مولوی فاضل کوئی مولوی عالم اور کوئی مولوی صاحب امتحان دے دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ بیک کب علم کا زمانہ گزر گیا ہے۔ اب میرے لئے اس کے سیکھنے کی محنت سے آزاد ہو کر اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع ہے۔ اس وقت اسے تحصیل علم کی محنت اور مشقت سے آزادی مل جاتی ہے یہ زمانہ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اس لئے اس کے حاصل کرنے

کے لئے تمام محنتیں اور مشقتیں برداشت کی جاتی ہیں اسی کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھانی جاتی ہیں۔ اور اسی کے لئے دن رات ایک کر یا جاتا ہے۔ اس آزادی اور چھٹی کے زمانہ کا منہ نہ چھو چھٹیاں ہوتی ہیں اس لئے ان سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ وہ تعلیم حاصل کرنے سے آخری چھٹی ہوتی ہے اور چھٹیاں اس کے یاد دلانے کے لئے چھوٹے پیمانہ پر ہوتی ہیں کہ جاؤ سال کے بعد اتنے دن چھٹی سناؤ۔ مگر چونکہ ان کا مقصد اور مدعا اپنی آخری منزل کو نہیں پہنچا ہوتا اس لئے پھر بلا لئے جاتے ہیں۔ پھر اگلے سال آزاد کر دیے جاتے ہیں تو جب آخری حد کو پہنچ جاتے ہیں تو بالکل آزاد کر دیے جاتے ہیں تو چھٹی کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ کام کرنے کے دنوں میں جو تم نے خوب محنت اور کوشش کی ہے اس کے بدلے آرام حاصل کرنے کے لئے تمہیں یہ موقع دیا جاتا ہے۔ گویہ عارضی بات ہوتی ہے مگر اس سے یہ بتایا جاتا ہے کہ کچھ تو تمہیں اس چھٹی سے کس قدر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ چند دن کی بات ہے۔ اس سے اندازہ لگاؤ کہ جب تمہیں ساری عمر کی چھٹی حاصل ہو جائیگی تو اس وقت کس قدر خوشی اور راحت ہوگی اور وہ کیسی فریاد ہوگی۔ ایک طالب علم جو سال کے اندر چھٹی کی لذت حاصل کرتا ہے اسے کب لینا چاہیے کہ جب وہ دس بارہ سال یا اس سے کم مدتی عرصہ میں تعلیم ختم کر کے جو چھٹی حاصل کرے گا اس سے کس قدر لذت حاصل ہوگی۔

داخلی چھٹی

پھر یہ چھٹی ایک اندر چھٹی کی طرف متوجہ کرتی ہے اور وہ موت کے بعد کی چھٹی ہے۔ اس وقت بھی انسان تمام نعمتوں سے مشغول ہے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور اگر اسے کچھ کرنا بھی پڑتا ہے تو وہ بھی اس کے لئے لذت اور آرام ہی کا باعث ہوتا ہے اور وہ ایسی رخصت اور چھٹی ہے کہ جس کا خاتمہ نہیں ہے چھٹی تو دہر دہر ماہ کے بعد ختم ہو جاتی ہے مگر موت کے بعد کی چھٹی ایسی چھٹی ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ عطا او غیر مجبور و ذوالاۃ (۱۱) کہ وہ عطا ایسی ہے جو کبھی کبھی نہیں۔ پس تم غور کرو کہ جب عطا کی تمہیں ایسی خوشی ہوتی ہے تو اس چھٹی سے کس قدر خوشی ہوگی

میکھا خاندہ ہی نہیں۔ پھلان و خستوں میں تو ساتھ کام بھی لگا جوتا ہے۔ اسٹار و گریپ کام کرنے کے لئے دیتے ہیں۔ گلوں میں کام نہیں ہرنگا۔ اور جو کچھ کما ہا بیگانہ حقیقی لذت اور سرور حاصل کرانے والا ہوگا۔ ذکر بوجہ اور شفقت کے طرہ پران چھٹیوں میں طالب علموں کو یہ بھی خوف لگتا ہے کہ ہم پھر وہیں جاتیں گے۔ اور جب کوئی رشک خستوں کے غم سے ہونے کے بعد بستر و بھرک واپس آنے کے لئے چلتا ہے تو اس کی تمام خوشی گری ہو جاتی ہے جو چھٹیوں کی وجہ سے ہوتی تھی۔ یہاں ایک پوچھا جواں باپ کے پاس جاننے کے لئے بہت بیتاب ہوا تھا اور کتنا اندر وہ سامنا تھا ایک دن چاہے تھی الدین نے سمر بزم سے اسے سلا کر گھر لے کر لائی جس سے وہ بہت خوش ہوا۔ لیکن جب اسے کچھ لگایا کہ چلو واپس تمہاری خدمت ختم ہو گئی ہے وہ چٹک مار کر دو پڑا۔ تو ایک آنی نقشہ تھا مگر یہی حال رشکوں کا ہوتا ہے یہاں سے خوشی خوشی گھر جاتے ہیں لیکن یہاں جو کتنے دلچسپی پہلے جانتے ہیں کوئی کتاب سے ذاتی لکھنے کی رشک بزم سے۔ اچھا ہے تو چلو لنگاہ کوئی ماں کے پاس ملے بھٹا پوچھا جاتا ہے کہ با جان کہتے ایک دو دن اہم رہے بیٹھیں۔ پھر کوئی کتاب ہے ہر صبر قریب آگئی پیر بڑا دل چاہتا ہے کہ عید گھر کھول اس لئے عید کے بعد جاؤنگا۔ اس قسم کی باتیں تسلیم ہی چرانے والے است رشک ہی نہیں کرتے جو شیطانی غشی رشک کا بھی ماں باپ اور عزیزوں سے جدا ہونے کی وجہ سے ہی جی چاہتا ہے کہ کچھ دن اوروں سے تو اس چھٹی کی خوشی کے ساتھ ہی جی لگا ہو رہے اور اگر اہل عیلم اس وقت کے بیچ کا خیال کرے جو اسے چھٹیوں ختم کر کے واپس آنے کے وقت ہوتا ہے اور اپنے ذہن میں اس وقت کی اپنی حالت کا نقشہ کھینچے تو اس کی خوشی بہت کم ہوجائے۔ مگر باوجود اس کے اس عارضی چھٹی کی خوشی ایسی غالب ہوتی ہے کہ جو اسے ہفت اقلیم کی بادشاہت مل جاتی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ لوگ جو بانی کی طرح اپنا وطن بیکار یا بادشہ کی طرح برستی ہوئی آگ سے گذر کر پھاڑ کھٹی پھٹا ہوا ہوتے ہیں انہیں بھی رشکوں جی خوشی ہوتی ہو نہ رشکوں کو ان کے

زیادہ ہی ہوتی ہے۔ چھٹی کے کی تاریخ کے ساتھ آٹھ دن پہلے ہی ان کی چڑھائی سمٹ جاتی ہے اسٹار صاحب لکھا ہوتا ہے۔ مگر ان کا حساب یہی ہوتا ہے کہ ان چھٹیوں کے ساتھ فلاں فلاں چھٹی اور فلاں چھٹی پھر اتنے دن ہو جائیں گے۔ اتنے دن فلاں جگر پیچھے۔ اتنے دن فلاں جگر۔ اسی طرح ان دنوں ان کا جزا دین نہیں ہوتا کہ لندن کہاں ہے۔ اور پیرس کہاں بلکہ کئی ہوتا ہے کہ حیدر کب پہنچے گا۔ یا لاہور کب یا کوئی اور جگہ جلا کر دے چھٹیوں میں جانا ہو۔ اسی طرح ان کو تاریخ میں یہ نظر نہیں آتا کہ ہمارے کون تھا اور کون۔ بلکہ یہی کہ چھٹیوں کے دن فلاں فلاں دوست سے ملے تھے اب فلاں فلاں سے ملیں گے اسی طرح اجتماع گیندی یا بولی پھار رہا ہے۔ لکھن کے کافروں میں میں پھاڑوں کو پھار رہی ہوں باپ کی محبت پھر کی آواز گونج رہی ہوتی ہے پھر پھر کون کا کیا کہنا ہے مدرس کا یہی حال ہوتا ہے کہ بہت دن پہلے سے ہی چھلنے کی تیاری شروع کر دیتے ہیں۔ بلکہ بعض تو پہلے ہی چھلنے لگتے ہیں تو اس چھٹی کی اس قدر خوشی ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ خوشی دو ڈیڑھ ماہ بعد ملایا میٹ ہو جاتے والی ہوتی ہے۔

عارضی اور دائمی چھٹی میں ایک بڑا فرق

پھر اس چھٹی اور مرنے کے بعد کی چھٹی میں ایک اور بہت بڑا فرق ہے اور وہ یہ کہ جس کا باپ زندہ ہو وہ اس کو۔ اور جس کی ان زندہ ہو اس کو ملتا ہے۔ پھر جس کی بھائی بہنیں وادی نانی ہے یا اورد شدہ دار زندہ ہوں ان کو ملتا ہے۔ لیکن اس کے میوں رشتہ دار ایسے بھی ہوتے ہیں کہ دو ماہ کیا اگر سال بھر کی بھی چھٹی دی دیکھتے تو بھی نہیں مل سکتا۔ کیونکہ وہ اس جہان میں موجود ہی نہیں ہوتے لیکن مرنے کے بعد چھٹی ہوتی ہے وہ اول تو ایسی ہے کہ جب چند ماہ کیا چند ماہ سال کی بھی نہیں کر سکتے۔ اور اس کی کوئی حد ہی نہیں مقرر کر سکتے۔ دوسرے اس کے ساتھ سب نہیں اور تیسرے یہ کہ اس میں آدم کے کنگے اپنے اول اور رشتہ داروں سے ملاقات ہو جائیگی۔ پھر اس دنیا میں میں تو جو زندہ رشتہ دار ہوتے ہیں ان میں سے بھی کوئی نہیں اور کوئی کہیں ہوتا ہے اس لئے سب ملاقات نہیں ہو سکتی۔

گدہاں کوئی رشتہ دار ہوا تو کسی زباں کا بول لکھ لکھ۔ لیکن جس طرح چھٹی محبت کے بعد حاصل ہوتی ہے اس طرح وہ بھی محبت اور شفقت چاہتی ہے۔ پھر اس طرح اس سے وہی رشک لطف ان کا لطف ہے جو چھٹی ہوتی ہے اسے ان چھٹیوں سے کوئی لطف نہیں آتا۔ ایک لکھنے کے سامنے جس کا پیٹ ناک تک بک بک ہوا اچھا لکھنا لکھنا چاہتا ہے اسی لذت محبت ہی نہیں ہونے جی کہ ایک بھوکے کو۔ دیکھو روزہ کھانے کے بعد پانی کا جو مڑا آتا ہے وہ آج کل نہیں آتا تو محبت کے بعد یہاں مہم مہم آتا کرتا ہے۔ اس لئے چھٹی اس رشک کے لئے حقیقی خوشی ہوتی ہے جو چھٹی ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کو بھی چھٹی کی لذت بھی وہی حاصل کرے گا جو دنیا میں اس بھوکے محبت کرے گا پس یہ چھٹی نہیں اس چھٹی کی طرف متوجہ کرتی ہے جو تعلیم کے بعد ہونے والی ہے اور وہ چھٹی اس آنے والی چھٹی کی طرف اشارہ کرتی ہے جو موت کے بعد ہونے والی ہے۔ اس سے نہیں سمجھ بھی نہ نظر رکھنا چاہتا ہے اور میں نے بتایا ہے کہ وہ بہت اہلی درجہ کی چھٹی ہے۔ یہ تو چھٹیوں کے متعلق بات تھی اب میں کچھ اور بھی بتانا چاہتا ہوں

طلباء کی مذہبی آزمائش کے دن

وہ دن جو اہل عیلم اپنے گھروں میں گذاریں گے وہ ان کے لئے ہزاروں آزمائش کے دن ہونگے۔ یہاں وہ نمازیں پڑھا کرتے تھے ان کے متعلق پڑھ لکھا کچھ شذائٹ کے لئے پڑھتے تھے یا خدا کے لئے اگر یہاں پڑھ لکھا کچھ شذائٹ یا پڑھ لکھا کچھ شذائٹ تھے تو گھر جا کر چھوڑ دیں گے کہ اگر خدا کے لئے پڑھتے تھے تو پڑھتے ہیں گے بہت رشک ہوتے ہیں جو صرف شیعوں کے لئے نماز پڑھتے ہیں۔ فلکی گڑھ کے متعلق ایک دوست نے سنا کہ وہاں صبح اور عشاء کے وقت نماز کی حاضری لی جاتی ہے۔ بہت سے رشک اور وقتوں میں تو نماز کے لئے نہ آتے تھے مگر ان دونوں وقتوں میں آکر حاضری لگواتے تھے۔ جب وہ قمار لکھ سکڑی ہو تو انھیں نے کہا کہ انھوں نے رشک نماز کی حاضری لگایا کہ انھوں نے بہت جھجھکایا۔ کہ یہ ہم پر بہت برا ظلم کیا گیا ہے۔ سرسید کے وقت سے اب تک ایسا نہیں ہوا۔ تو اب کیا کیا جاتا ہے۔ انھوں نے پہلے تو کہا کہ جو رشک نماز پڑھتے

پڑھتے ہیں انہیں مدد دے دینا دقت ہمارے ہیضے
کیا ڈر ہے۔ لیکن جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو کما کر
مختصر کر کوئی ایسی حد پڑھ لی گئی جس میں دو وقت نماز
پڑھنے کا حکم ہو گا۔ لیکن پھر بھی دقت نماز پڑھنے کا پتہ ملنا ہی
اس لئے ہیں تو پھر دقت ہی ماضی ہو گئی۔

تو بہت لڑکے ہوتے ہیں جو عقلمند کی نماز پڑھتے ہیں اور
گھر پر جا کر چھوڑ دیتے ہیں۔ جہاں انہیں کوئی کھنڈ والا جگہ نہیں
ہوتا۔ کیونکہ آج کل حالت یہ ہے کہ مرد۔ عورتیں بہت کم نماز
پڑھتے ہیں۔ لڑکا اگر بچہ نماز پڑھے سو جائے اور والد جھگڑنے
میں لگے۔ تو والدہ کہتی ہے نہ جگہ نا۔ کچی مینڈھے دوڑی نہیں
ہا کر پڑھ لگا۔ لیکن ہر ایک نہیں پڑھتا اس لئے وہ ماکر
کیا پڑھتی ہیں۔ بعض گھروں میں ماں باپ اس طرح توجہ ہی
نہیں کرتے۔ اس لئے لڑکوں کے لئے یہ آزادگی کا زمانہ ہوتا
ہے۔ اور اس میں بہت تک سکتا ہے کوئی خدا کے لئے نماز
پڑھنا تھا۔ تو وہ تمنا سے لئے جھٹی کے ایام ہوتے مگر اصل
ان میں تعدد استخوان ہوتا ہو گا۔

احمدیوں اور غیر احمدیوں کے اختلافی مسائل
نیسری بات یہ ہے کہ کچھ ایسے مسائل ہیں جن کے متعلق احمدیوں
اور غیر احمدیوں میں اختلاف ہے۔ بہت لڑکے لیے ہوئے ہیں جو
واقف نہیں ہوتے گو یہاں کی محبت کی وجہ سے انہیں دوسروں
کے ساتھ گفتگو کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ مگر ناواقفیت کی وجہ
سے اچھی طرح کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے پہلے خدا تعالیٰ
پیارا کرنی چاہئے۔

احمدیوں اور غیر احمدیوں میں پہلا اختلاف یہ ہے کہ وہ کہتے
ہیں خدا تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ختم ہو گئی ہے اس لئے
غزائوں پر فضل لگ گئے ہیں اب اس کے پاس اپنے بندوں
کو دینے کے لئے کچھ نہیں رہا لیکن ہم کہتے ہیں کہ ہر طرح پہلے
اس کے غزائے کھلے تھے اسی طرح اب بھی کھلے ہیں اور یہاں
طرح پہلے وہ اپنے بندوں کو نعمتیں دیا کرتا تھا اسی طرح اب
بھی دیتا ہے۔ ان کے نزدیک ماموروں اور مسلوں کا آنا
بند ہو گیا ہے۔ مگر ہمارے نزدیک نہ کبھی بند ہوا اور نہ ہو گا۔

کیوں اس لئے کہ کسی انعام کے بند ہونے کی دو ہی وجہیں ہو سکتی
ہیں ایک یہ کہ دینے والا ہی نہ رہے۔ یا اس میں دینے کی طاقت
نہ رہے۔ دوسرے یہ کہ کوئی ایسا نبی نہ ہو جس کا استحقاق

نہ ہو۔ اب یہ تو ہم نہیں سکتا کہ دینے والا نہ رہے یا اس میں
رہے کی طاقت نہ رہی ہو۔ کیونکہ وہ خدا ہے۔ اور یہ بھی
نہیں کہ لینے والا کوئی نہ رہا اور اسی سبب میں دیکھو کھنڈے آؤں
بیٹھے ہیں یہ ایک سو فیصد بات ہے۔ دینے والا موجود اس
میں دینے کی طاقت موجود ہے دیکھو دینے والا موجود اس کا استحقاق
موجود ہے ہر کس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی کو وہ انعام نہ دیا
جائے جو پہلے دیا جاتا تھا۔ میں ہمارے مخالفین کی یہ بات

ابہت قطعاً ہے کہ اس کے لئے کسی ایسی چیز کی کمی
کی ضرورت نہیں ہے۔ جوت ایک وہ انعام ہے۔ کہ پہلے
انسان کو عطا ہے مرتبہ دیتا تھا تو اب بھی وہ سکتا ہے
اگر پہلے انسان کا اسے حال کرنے کا استحقاق ہوتا تھا تو

اس خیر انعام کا بہت ہی زیادہ حق ہے۔ تو غیر احمدیوں
اور ہم میں ایک فرق یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ پہلے خدا اپنے
بندوں سے کلام کیا کرتا تھا اب نہیں کرتا۔ پھر بعض کا یہ
عقیدہ ہے کہ انعام کا وہ زیادہ تو کھلا ہے مگر نبوت کا

انعام بند ہو گیا ہے۔ مگر وہ ناراض نہیں ہاتھ کر انعام
ہی کے اعلیٰ مقام کا نام نبوت ہے۔ جب کسی انسان کو
کثرت سے ایسے انعامات ہوں جو امور محدود پر مشتمل ہوں
تو ہی نبوت ہوتی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے علیہ

الغیب فلا یظہر علیہ غیبہ احد الا
من ارضی من رسولی تو ایسے انعامات جو کثرت
سے امور غیبیہ کی خبریں دیں وہی رسالت ہے۔ جب یہ رسالت
ہے تو پھر کیوں یہ مقام کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا

کیا خدا تعالیٰ کو غیب کا علم نہیں رہا۔ یا انسانوں کو اس
کی ضرورت نہیں رہی۔ آج کل تو تمام زبانوں سے بڑھ کر
اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دنیا خدا کو چھوڑ کر ظاہر پرست
بن گئی ہے۔ خدا کی ہستی سے انکار کیا جا رہا ہے اس کی

طاقتوں اور قدرتوں کو قبول نہیں کیا جاتا اس زمانہ
میں تو علم غیب کی بہت زیادہ ضرورت ہے تاکہ لوگوں کو
خدا تعالیٰ کی ہستی کا پورا پورا یقین ہو اور علم غیب خدا تعالیٰ
سوائے نبیوں اور رسولوں کے اور کسی کو دینا نہیں اس
لئے ان کا آنا نہایت ضروری ہے۔

زمانہ ہے۔ انا انزلنا الذوات فیہا اھدی و لود
بھکسہم بھا النبیین کہ ہم نے قرابت کو انار اس میں
ہایت اور نزہتی۔ اور بہت سے نبی اس سے فیصلہ کیا کرتے
تھے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ نبی جو قرابت سے فیصلہ کیا کرتے تھے

اپنے کوئی شریعت نازل ہوئی تھی جس سے خود قرابت سے
فیصلہ کیا کرتے تھے۔ وہ خود اپنی شریعت کے موافق کوئی
اس بات سے کہ نبی کے لئے کتاب میں نبی شریعت لانے
کی کوئی شرط نہیں ہے نبوت کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع

پانے کا نام ہے۔ اور اس کی اب بھی ضرورت ہے۔ اور یہ بند
نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے۔ تو غیر احمدیوں سے ہمارا ایک
یہ اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آ
سکتا ہے یا نہیں۔ ہم کہتے ہیں ایک نہیں آپ کے اہانت اور

آپ کی غلامی میں کمی آ سکتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کوئی نہیں آ
سکتا۔ وہ اپنی جہالت اور نادانی سے سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی
نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئے تو آپ کا درجہ کم
ہو جاتا ہے۔ مگر کیا انہیں ایسا ہوتا ہے ہم تو دیکھتے ہیں

کہ جس کا رتبہ بڑھا ہو اس کے ماتحت بڑے بڑے لوگ
ہوتے ہیں کیا اس کا درجہ بڑھا ہوتا ہے جس کے ماتحت تحصیل
اور ویشی کثرت ہوں یا اس کا جس کے ماتحت صفائی کوڑے
چوڑے وغیرہ اس طرح کی ایسی باتوں کو لائن نہیں سمجھا جاتا

جو یہ کہہ کر میر کوئی شاگرد ایسا نہیں جانتا میں پاس ہو گیا
سب کے سب ہی غلط ہوتے ہیں۔ تو بڑائی کا معیار یہی ہوتا کہ
کس کے ماتحت بڑے بڑے قابل اور بڑے درجے کے لوگ
ہوں۔ پس ہم بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی

ایسے نبی کے آنے کے خائف نہیں ہیں جو آپ کی شریعت یا
نبوت کو مٹائے مگر ایسے نبی کے آنے کے خائف ہیں جو آپ کی
غلامی میں وہ کہہ کر درجہ نبوت حاصل کرے اور آپ کے درجہ نبوت
کرنے کے لئے بھیجا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لئے کسے دے گئے تھے نہیں بلکہ اپنی ذاتی اور روح بنانے کے لئے ممتا تھا جو گروہ زندہ ہوتے تو میری اتباع کرتے۔ اس بات نے اس کا فیصلہ کر دیا کہ میری ماتحت فوج کا ہونا اس کی عزت ہوتی ہے وگرنہ تو میں حضرت مسیح موعود کا انصاف صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت جی بکڑتا ہوں آپ کے دین کی خدمت کے لئے معرث ہونا آپ کی عزت ہے وگرنہ تو سلاطین و ملوک ہم میں اور فرما دیں میں یہ کہ ہم کھتے ہیں خدا میں جو فانی اور قدر میں پہلے ہیں وہ اب بھی ہیں گروہ کھتے ہیں اب نہیں ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں اے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جی نہیں آسکتا۔ ہم کھتے ہیں۔ کھتے ہیں۔ ہاں ایسے نہیں آتے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو مٹائیں یا اس میں کچھ ضرر و جہل کریں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کریں۔ یاد رہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے نبی کا آنا جو شریعت لائے اس لئے نہیں تسلیم کرتے تو اس طرح قرآن ناقص قرار دینا چاہیے اس لئے کہ اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ کیونکہ اس طرح کسی بھی ہتک نہیں ہوتی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن موعود کو منور کیا تو کہا آپ نے حضرت موسیٰ کی ہتک کی ہو گئی۔ ان لوگوں کا قابض قرار دینا یہ ایک بڑا اختلاف ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کے نورا ہے کہ ان کا اسلام اور ہے اور یہاں وہ ان کا خدا ہے یہاں خدا اور یہاں راجح کو ہے ان کا حج اور اس کی حج ان کے ہر بات میں اختلاف ہے۔

وفات مسیح

ایک اہم ترین بڑا اختلاف حضرت مسیح کی وفات کے متعلق ہے اس کے متعلق بھی کچھ بتا دیتا ہوں یا عیسیٰ اپنی منہ خیز ہے۔ یہ خدائے نے حضرت عیسیٰ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم تجھے دفنانے دیں گے اور سو دہ مادہ میں ان کی اپنی زبان سے وفات پانے کا اقرار کیا ہے بعض لوگ غلطی سے نفی کے معنی موت کے کرتے ہیں مگر یہ درست نہیں اس کے معنی قبض روح کے ہیں جہاں بھی قرآن کریم میں یہ لفظ آئے خدا اس کا فاعل اور ذی روح معقول ہو تو

اس کے معنی قبض روح ہی کے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے عیسیٰ کو چار سو اسی سال قبل اللہ تعالیٰ تعالیٰ فانی الحین من دون اللہ کیا تو نے دیکھا کہ کونسا کھاتے اور میری ان کو مسمود بناو۔ اللہ کے سوا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اگے سے اس نے جواب دیا ما قلت اللهم الا ما امرتني به ان اعبدوا الله ربی ورسلكم وكنتم عليهم شهيذا اما دمت فيهم فكنما اوفيتني كنت انت الرقيب عليهم كرمين نے نہیں ان کو کما گریں جس کا مجھے حکم دیا گیا تھا کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا رب ہے اور تمہارا ربی اور میں ان پر گواہ تھا جب تک ان میں رہا۔ پس جب تو نے میری روح قبض کر لی تو میری چیز گواہ تھا۔

اس جواب میں حضرت عیسیٰ نے خدا تعالیٰ کے حضور یہ کیا ہے کہ جب تک میں ان میں رہا ہوں انھوں نے مجھے اور میری ماں کو مسمود نہیں بنایا۔ لیکن جب تو نے میری روح قبض کر لی تو میری چیز گواہ تھا۔

یہ آیت وفات مسیح کے متعلق بطور اصل ہے جب کسی سے گفتگو ہو تو اس کو پیش کرنا اور اس سے دوسرا دوسرا جانے دینا چاہئے۔ کیونکہ یہ نہایت صاف اور واضح ہے۔ حضرت عیسیٰ خدا تعالیٰ کے حضور اقرار کرتے ہیں کہ جب تک میں ان میں رہا ان کی نگہبانی کرتا رہا اس وقت وہ نہیں گمراہ تھے لیکن جب تو نے میری روح قبض کر لی تو میں ان میں نہ رہا تو میری ان کا گواہ تھا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ روح قبض کئے مراد موت ہی ہے۔

فراحدی صاحبان کہتے ہیں کہ یہ جواب حضرت عیسیٰ نہایت کو دین گئے۔ ہم کہتے ہیں یہ خواہ قیامت کو یا اس سے بھی کوئی سال بعد میں دین ہم جو اس سے بچہ نکلتے ہیں وہ کسی صورت میں غلط نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہم اس سے صرف یہ نکلتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کہتے ہیں کہ جب تک میں ان میں تھا۔ ان میری روح نہیں نکلی تھی اس وقت میری اہمیت نہیں بگڑی تھی۔ مگر جب میری روح قبض کر لی گئی تو اس کے بعد کچھ علم نہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی بگڑے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں بگڑے تو اسلام

جھوٹا ہوتا ہے۔ اور اس کے آنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی لیکن قرآن کریم کے ثابت ہے کہ عیسائی بگڑ چکے ہیں اور جب عیسائی بگڑ چکے ہیں تو ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے ہیں۔

یہ آیت وفات مسیح کو ایسی صفاتی کے ساتھ ثابت کرتی ہے کہ کسی اور طرف جاسے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس لئے اس کو بھی طرح پیش کرنا چاہئے۔ اور بتانا چاہئے کہ دیکھو قرآن کریم میں کسی اور جگہ یہ تو کھانا نہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں۔ اور اس آیت سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وہاں کے ذرا پا چکے ہیں۔ پھر تم کہیں اس کو نہیں مانتے۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ وہاں بات کو لو اور دیکھو ان سے کہا نکلتا ہے عیسیٰ کتنا چاہئے کیا۔ قرآن کی آیت نہیں۔ اگر ہے تو جب اس سے یعنی طور پر وفات مسیح ثابت ہو جاتی ہے تو اور کوئی آیت اس کے خلاف کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور اگر اس کے خلاف ہو سکتی ہے تو میری کہہ کر یہ قرآن کی آیت ہی نہیں کسی نے غلطی ہے۔ مگر جب ایسا نہیں ہے تو اس کو چھوڑ کر اس کی طرف جانے کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کی جیسے صاف طور پر ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے تو کسی کو پیش کرنا چاہئے۔ دوسری آیات میں فراحدی کی قسم کے دھوکے دے سکے ہیں اور جگہ ڈال دی گئی ہیں۔ مگر اس میں ان کے لئے کوئی راہ نکلنے کی نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود پر اعتراضات

ایک اور بات یہ ہے کہ بہت کم نادان لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کے متعلق کچھ ایسی کجی بائبل میں کہتے ہیں جو کچھ بھی نہیں کہتے گئے ہیں مرزا صاحب نے کھا ہے خدا نے قلم کا چھینٹا دیا اور وہ چھینٹے ان کے کپڑوں پر آ پڑے۔ کیا خدا ایسی قلم کڑا کرتا ہے۔ حالانکہ وہ نادان نہیں جانتے کہ یہ دیکھا ہے اور دیکھا ہے اس قسم کے نظارے دکھائے جاتے ہیں۔ کوئی کہے میں دیکھا ہے اور ہاں تھا تو کیا اسے کہا جاسکتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو کبھی انسان بھی ہڑا کرتے ہیں۔ کوئی کبھار تو یہ نہیں کہ سخت پھر معلوم فراحدی اس قسم کے اعتراضات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیوں کرتے ہیں۔ پھر انھوں نے تو اس قسم کے فتنے جاکے ہیں کہ موسیٰ نے دیکھا کہ خدا کا فخر چھنے کے لئے زمین

حضرت مسعود کی مشکوٰی

زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گڑھی با حال نادر

(از جناب ذوالفقار عین خان صاحب گڑھی رام پوری)

وائے غربت اب بھی ہے انا ملے ہندوستان
 جبکہ ہے جیل نظر عالم کے وہ قہری نشان
 تھکی بابت اک ہی اللہ نے دی تھی خبر
 تجھ کو پہلے سے بنایا شاگواہ راز داں
 ایشیا۔ افریقہ و جہ پ میں جا کر دیکھ لے
 خود ادھیں کے سہ سے سن لے لکھ لکھ کر دیکھ لے
 ریزہ ریزہ ہو گئے یورپ کے خوش منظر پہاڑ
 غلے سے سرخ ہو گئے لہار کے آب و ہواں
 ہو گئے صحرائے وحشت خیز اکثر لالہ زار
 جنہیں کی تھیں علم و صنعت نے محب گلکاریاں
 قہر طلی نشان ہوئے ہیں خود نک بیاہ
 بن رہے ہیں دش فاکٹر فلک نعت نکال
 نسل انسانی نے کب دیکھا تھا یہ منظر کہیں
 آتش افشاں ہوز میں اور آتش فشاں آسمان
 فوجی گل پر بھی تلک سے جنہیں آتی تھی غنیمت
 خوش غارستان پہ ہیں اب اہل خواب گراں
 جن کی مہر میں پر مٹی باقی تھیں لاکھوں ہمتیں
 آج روہیں کن مشکوں سے مل رہے خوف و ہمت
 وہ عرصہ بے نظیر وہ عذاب بے مثال
 تھک لے لے لے رہے ہیں پھر بھی ابن مریم کے نشان
 بعثت اہل کی بیعت سے ملے ملا تھا مادہ
 بعثت ثانی سے متغنا تھے ہاں ہاں ہاں
 کا گروہ کے زلزلے کیا بھولنے کی بات
 سن پر فیصلہ امیری سے وہاں کی داستان
 زور غم سن فرانسیسکو کا جاری تھا ابھی
 دیکھ رہی تھی تباہی تھی بلائے ناگہان
 ان نازیل کے علاوہ شدت سیلاب نے

لاکھوں ہی غارت گئے لاکھوں کئے بے خانہ
 کس طرح رسوا ہوا جمو شانی یعنی چٹ
 جان الیگزینڈر ڈی کی موت تھا کینڈا
 کم نہیں امریکہ یورپ کی غارت گئے
 عیسائی کی ایسی حالت پیشین گوئیاں
 لسنس وینلے پھر بھی اسکی کچھ پھار نہ کی
 پھر وہی پیش نظر ہے پھر وہی بدکاریاں
 غیرت حق کا تقاضا تھا بدی کی جڑ کٹ
 ہونے عالم میں کہیں باطل پرستی کا نشان
 پھر نبی امیر احمدؑ نے شای یہ خبر
 لے جواڑ ایشیا۔ یورپ بچو گے اب کہاں
 یاد رکھنا تم نے جو رہا ہے کاؤ گے وہی
 تم کو مہبودان باطل نے نہیں سکے اماں
 جاگ جاؤ ورنہ فرد جرم تم پر لگ چکی
 تم کو پھر مہلت نہ دیگے یہ زمین و آسمان
 آغوش دنیا نے دیکھا ہیبت حق کا نمود
 ہو گئے برا و ستمی اور تہینا ناگہاں
 آئن واد میں ہوئے دلاکھ انسان زیر ننگ
 یہ تباہی ایہ ہلاکت !! الا ان !! اے اماں
 کیسی چر تک بھلائی کی دیوئی ہوئی
 ہند میں دار و آبرو جب قیصر ہندوستان
 کتنے برسوں پیشتر اس نے بتایا تھا ہمیں
 کشتیاں ایسی چلیں گی جو لڑائی کشتیاں
 پھر وہ رکوں کی شکست و فتح پر فوج و شکت
 ایسی خبریں ہیں صداقت جتنی سب پر عیاں
 آبدزدی کی لڑائی دھما دھما ہی ہے کیا ستم
 کیا دشمنی یہ جنگ پہلے غارت از ہم دگن
 مدد اس لئے کے لئے جس من سے یا خدا غیب
 جس نے برسوں پیشتر کہو لے یہ اسرار نماں
 کچھ ہی تھی جس نے پہلے ہی سے یہ تصور طال
 کھ دیا تھا سب یہی جو ہو رہا ہے اب یہاں
 جو من و مرکب آمرین۔ روس و انگلیز و فرانس
 بلجیم۔ بلغیریا۔ اٹلی کے سب پیر و جوان
 سبویہ۔ رومانیہ۔ یونان۔ مانٹی نیگرو

الغرض یہ سب کسب ہیں جو جنگ جانتاں
 کیا حکومت کیا رہا کیا سپاہ اور کیا سفید
 مشغلہ دنیا کھسے تیغ و تبر و زور و ستم
 اب وہ ٹکٹ جمن وہ باکین سب چھٹ گئے
 جانشین خوش لباسی اب ہیں غلے نہ دیاں
 اب تباہ ہے کہاں وہ زار و زارینہ کا دور
 ہو گئی سب تہذیب و سب ادب کی جاہ و شان
 سخت اوروں سے بھی دنیا میں چھٹے ہیں بیشتر
 یہ تباہی یہ مصیبت یہ بلا آئی کہاں
 وہ سر شاہی کی جگہ سلسلے شاہوں کے
 جو تھے رہتے تھے جگہ جگہ کہ زمین آسمان
 آج خود بچکے لگے وہ ہر سب سے بڑھ گئے
 اس کو کہتے ہیں عذاب و انتقام آسمان
 خود کہیں لی بی کہیں ذکر کہیں نہ کہیں
 یکسی دھنسی بیماری و قید گراں
 زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گڑھی با حال نادر
 کچھ گئے تھے پہلے ہی سے احمد آفریناں
 چھوڑ کر غلامی ہے گو تھکے قتل کے فضل سے
 اس صداقت کی بیگی قوم انھل قندواں

فاروق دیر شاہ ہو گا

جو تھے حضرت غنیفہ امیر بند

جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کو سزا تر تبلیغی دوس
 پر جانا پڑا ہے۔ چارچہ وہ پہلے زہر گئے۔ وہاں سے تشریف
 لے کر ہی ان کو ظفر وال بھیجا گیا۔ اور ظفر وال سے واپس آنے
 کے دوسرے ہی دن کچھ جانے کا حکم ہوا۔ لہذا خود اران
 فاروق کی خدمت میں التماس ہے کہ فاروق کی اس عسرت
 جو توفیق ہوئی ہے۔ اسے ایڈیٹر صاحب کی جمہوری پر محمول
 فرما دیں

ترقی اسلام کی رپورٹ میں اصلاح

سید محمد زکریا صاحب گٹھیاں
 لکھتے ہیں کہ ترقی اسلام کی رپورٹ جو
 برائے گت کے اخبار میں صبح ہوئی
 ہے۔ اس میں بہ امور قابل اصلاح ہیں کہ گٹھیاں لکھیے
 جہاں مذکر کی تھار وہ خدا کے فضل سے مدت جوی خاص ہو گئی

فاروق دیر شاہ ہو گا جو تھے حضرت غنیفہ امیر بند جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کو سزا تر تبلیغی دوس پر جانا پڑا ہے۔ چارچہ وہ پہلے زہر گئے۔ وہاں سے تشریف لے کر ہی ان کو ظفر وال بھیجا گیا۔ اور ظفر وال سے واپس آنے کے دوسرے ہی دن کچھ جانے کا حکم ہوا۔ لہذا خود اران فاروق کی خدمت میں التماس ہے کہ فاروق کی اس عسرت جو توفیق ہوئی ہے۔ اسے ایڈیٹر صاحب کی جمہوری پر محمول فرما دیں

فہرست چندہ دہندگان تبلیغ ولایت

وہ ان کے برائے تبلیغ ولایت کی رقم ادا کرتے ہیں

گزارش شدہ ہے

منہجین دین راہ میں ہر ایک کی ہمت و توفیق و اسلام کی طرف سے
ہماری پاس برائے امداد شافعی ہے۔ اگر کسی ملک
کو اس کے متعلق کچھ سامان نہ کرنا پڑے تو وہ ہمارے ہمت
ماسب صاحب دفتر تبلیغ اسلام کے خدمت کو بہت
کرمی راہ میں

پیشہ نام چندہ دہندگان

- ۱۔ سید محمد حسین صاحب تحصیل آبادی بنگالہ
- ۲۔ ابو غلام محمد صاحب نوزین لاہور
- ۳۔ ملک محمد باجق صاحب گورداسپور
- ۴۔ مولوی اختر علی صاحب چیمرا
- ۵۔ سردار حسین شاہ صاحب کالا کٹر
- ۶۔ ایم۔ ایس۔ محمد فیض صاحب ازبکستان بنگالہ
- ۷۔ شیخ الہی بخش صاحب بنگالہ تاجر کتب گوتہ
- ۸۔ مولوی غلام اکبر خاں صاحب دکن حیدر آباد
- ۹۔ قاضی محمد عالم صاحب کوٹہ خاں گوجرانوالہ
- ۱۰۔ محمد ابراہیم خاں صاحب کالی شاپ پور پور
- ۱۱۔ سردار امام بخش خاں صاحب قیصر آباد بنگالہ
- ۱۲۔ حکیم محمد حسین صاحب قریب اللہ پور
- ۱۳۔ مولوی علی احمد صاحب اوریش پور بنگالہ
- ۱۴۔ سید محمد اختر صاحب رائی پور
- ۱۵۔ محمد عبداللہ صاحب ریڈر ساکھوت
- ۱۶۔ حافظ علی احمد صاحب اکوڑ بارہ جالپائی
- ۱۷۔ مولوی حفیظ الدین صاحب امرتسری
- ۱۸۔ مہنا نوز محمد صاحب
- ۱۹۔ سید میر عابد شاہ صاحب پٹنہ
- ۲۰۔ شرف الدین صاحب ساکھوت
- ۲۱۔ سیان شاہ محمد صاحب پٹنہ
- ۲۲۔ ستری نظام الدین صاحب ساکھوت
- ۲۳۔ مولوی الزام حسین خاں صاحب آباد

- ۲۴۔ سیان محمد صاحب اور پٹنہ
- ۲۵۔ ابو عبد اللہ صاحب جھڑ
- ۲۶۔ سید حسین صاحب گورداسپور
- ۲۷۔ محمد علی خاں صاحب سیکنڈ اسٹریٹ
- ۲۸۔ ابو عبد اللہ صاحب میر آباد
- ۲۹۔ ڈاکٹر عبداللہ صاحب امرتسری
- ۳۰۔ غلام رشید صاحب برہا
- ۳۱۔ منشی شمس الدین صاحب راجپور
- ۳۲۔ سیان محمد سلطان صاحب لودھراں
- ۳۳۔ سیان غلام حسین صاحب جھنگ
- ۳۴۔ خلیفہ الدین صاحب جھنگ
- ۳۵۔ خواتین خاندان حکیم محمد حسین صاحب گورداسپور
- ۳۶۔ منشی محمد حسین صاحب گورداسپور
- ۳۷۔ مسافر الدین صاحب بنت ہاشم علیہ السلام
- ۳۸۔ جنت آبادی
- ۳۹۔ تقی الدین صاحب بنگالہ
- ۴۰۔ سید عابد علی شاہ صاحب گورداسپور
- ۴۱۔ سیان الشدین صاحب سنگاپور
- ۴۲۔ جماعت احمدیہ گورداسپور
- ۴۳۔ مولوی ابو الہاشم صاحب باری سال
- ۴۴۔ ہاشم محمد علی صاحب باری سال
- ۴۵۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۴۶۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۴۷۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۴۸۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۴۹۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۵۰۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۵۱۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۵۲۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۵۳۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۵۴۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۵۵۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۵۶۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۵۷۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۵۸۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۵۹۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۶۰۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۶۱۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۶۲۔ ابو حفص صاحب باری سال

- ۶۳۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۶۴۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۶۵۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۶۶۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۶۷۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۶۸۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۶۹۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۷۰۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۷۱۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۷۲۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۷۳۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۷۴۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۷۵۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۷۶۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۷۷۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۷۸۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۷۹۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۸۰۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۸۱۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۸۲۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۸۳۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۸۴۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۸۵۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۸۶۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۸۷۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۸۸۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۸۹۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۹۰۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۹۱۔ ابو حفص صاحب باری سال
- ۹۲۔ ابو حفص صاحب باری سال

کے فیصلہ پہ لایا تھا کہ گورنمنٹ کو جوابی فتویٰ کی تین (3) اطلاع علی حق و اور جبری تھی کہ امت مسلمہ کو اور کوئی دیگر سب سے پہلے میں دیکھ سے رہا کرنے کی کوشش کی جائیگی۔

ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ کونٹر
ایس پیلر آئی سی ایس ڈی گھنٹہ چھبندو اڑھدو گھنٹہ
میں مکمل کیا گیا ہے۔ اس واقعہ میں آپ کو صرف
۴۰ روپیہ ملے گا۔ لاؤنس ملے گا۔

ایک کتاب کی ضبطی - جیف کشن صاحب دہلی نے پہلی ایکٹ کے تحت لکھی۔ یہ کتاب جگہ جگہ طرابلس اور فون ناچ و مسند میں اعلیٰ الحق بن محمد ضبط شدہ قرار دیا گیا ہے۔

نیونائٹ یا کی فضا نخت ضبط سدا میں کی عام خطرہ ہے کہ انبار
توڑا جاوے اور کہ سوزا ایلی سینٹ کا انبار (مثلاً) کی ۲۰۰۰ روپیہ
کی فضا نخت ضبط لگتی ہے۔

حضور وائسرائے کا دور کا حقیقتاً اس نے
 تین سو تھہرے کے عرصہ میں طوفانِ انقلاب کا جھکاؤ
 زمین اٹھان کیا جا چکا ہے آئندہ ماہِ جولائی میں نقاش
 ہر اور انداز کا جائزہ کر سگھے۔

کما نڈہ انجیف کا دیر ہوا کسبھی کا نڈہ انجیف مہ
پنے اسات کے مٹک کے دھندلے کدو پر روئی ہو کر
مار ڈرا ملاٹھے چلے گئے ہیں۔ ہر کسبھی مار ڈرا ملاٹھ
مہ ہر کسبھی بیڑی مار ملاٹھے مٹک کے دھندلے کدو پر روئی ہوئے۔
ناٹومی تعلیم کی کافر نس ناٹومی تعلیم کا کافر نس۔
کس کو شلو میں منقہ ہوئی۔

پنجاب یونیورسٹی۔ چاند نواب یونیورسٹی نے مشر
 پچ کلڈٹ۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ رجسٹرار گورنر پٹی
 پڑھی آج بھائی کی جگہ پنجاب یونیورسٹی کا فیلو نامزد و ملازم
 سپاہ تحفظ ہند ۱۲۔ اگست ۱۹۴۷ء کے
 ہندوستانی سیکشن میں کل ہندوستان کے ۲۹۶۲
 نے ہجرت کی تھے جانے کھٹے و رخصتیں احوال کی

۲۔ وزیر جنگ کے خلاف جہلن مشورہ
نے کیا یہ ہر کو جواب دیتے ہوئے بیان کیا کہ جہلن
جہازوں کے خلاف جو سی بی آئی اور ونسی کارروائی کی گئی
جنگ سے ۳۰۔ جون تک ۷۷۲ مسافر اور ۵۹۲ طرح
دارک ہوئے۔

یونان اور جرمنی میں جنگ ختم ہونے کے بعد
 اٹلی میں تارخسہ جنگ یونان اور جرمنی کے درمیان
 ہونے لگی ہے۔

چھیننے اعلان جنگ کرو یا نہ کر کے ایک
ایسے مرقم ہے کہ صبح نہ جرمی اللہ عشرہ کو اٹھاؤ
اعلان جنگ نہ دیا ہے۔ مگر گت کا گت کا ایک ماہر
ہے کہ جرمینیا کی عداوت مستند کر دی گئی ہیں۔
ہاں ہمارے انھیں ۵۰۰۰۰۰ مائے اور ایک ڈیڑھ لاکھ
کو خرید کیا ہے۔

جنگ کا سب سے بڑا محرکہ لندن کی اطلاع
تھی کہ اس وقت اگر پریس وچوں نے غلطی نہ
کیں جو شدید غریب لگتی ہے۔ وہ اس وہر دست
کا ابتداء ہے جو اس کا ذریعہ شروع ہو گیا ہے اور پتہ
نہیں کیا جا سکتا کہ دنیا کی تاریخ میں پہلے کیا
محرکہ خفا کیا جا گیا۔ ایک گوی گئی۔ ایک

لکھنؤ نیک سطر ہے کہ جرموں کے سین کو نشین کے
 رجا میں آگ لگا دی۔ ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ سدا
 رات یہ عمارت غلطہ زن رہی اور صبح ہوتے ہی غلط
 چھت نیچے آ رہی۔ اور سلی بینا رہی گر گیا۔ اس گرجا
 کے بعض چھہ چہ ہیں صدی میں تعمیر ہوئے تھے۔
 اور عمارت میں رنگین شیشوں کی اعلیٰ درجہ کی کڑیا
 خضیں سینٹ کو نشین کے قریب دو مونسوں پر لگاؤنگ
 لگا دی۔

سابقہ نازوس کی جلا وطنی پر پڑو گر دیکھا نہ نظر ہے
سابقہ نازوس اور اس کے خاندان کو سنبھالنے کے
قائم ہو سکے ہیں پہنچا گیا ہے۔ ان کی جلا وطنی کا اس

اگرچہ کین سپاہ لندن میں - لندن کی تندرستی سحر
 ہے کہ ۱۵ - اس وقت کی لوگوں کے بھاری اور کم چوڑی
 نعل اور کھلی انجیر چاہیں گود میٹھائی میں گزرتے
 ہوئے دیکھا - ہرگز یوں نہیں جیسا کہ آج کے دن
 آویزاں تھے - حضور ملک ظلم اس کے نظریے کے پیغمبر
 میں اور مشورے نے اور انجیل سفارت میں سلامی -
 چین میں بدلتا منی - لندن کی خبر ہے کہ چین سے
 بہت کم خبریں وصول ہوتی ہیں لیکن ان میں سے
 کہ حالت ملاکت ہے نہایت تہذیب و اخلاق کے جاننے پر
 باوجود ان کے ساتھ کہ وہاں امن و جمالی ہو گیا ہے بشیہ
 گرفتار پاں میں ملای گئی ہیں -

برطانیوی فتح منظر لاہور پہنچا (دوسرا غلام بھگتوان)
 نیکو جان کیلئے کہ سرور گھس بہتے لہجہ گیارہ پر قبضہ
 کر لیا ہے اور ۱۲۰۰ فدیہ اور چار توپیں بھی گرفتار کر
 لی گئی کی علیحدہ صلح پر آماؤ گی۔ اب شروم کی
 خبر منظر ہے کہ اخبار پٹیلہ لاجو کو معلوم ہوا اس خط کو لکھنے
 صلح کے مقصد سے شریک احمد شاہوی قائم مقاموں پر
 لاؤ سن میں کہ عرصہ تک بحث بھی ہوئی۔

محاذ بلجیم و فرانس۔ رائڈ کا نام رکھ کر تھیم ڈنشی
 صمد مقام بذریعہ تار اطلاق دیا ہے کہ اگرچہ انگریزی
 و فرانسیسی محاذ پر زبردست حملے اور جوابی حملے جاری
 ہیں۔ لیکن چھ مہینے درمیانے آتی کے شمال میں ٹیٹی
 کی زبردست کوششوں میں ہونے لگی ہے۔ فرانسیسی کیونیک
 بلجیم میں اتحادیوں کی ترقی۔ فرانسیسی کیونیک
 منظر ہے کہ ہم نے بلجیم میں ڈکیمپو ڈسٹرکٹ کے مغرب میں
 خاصی ترقی کی۔ درمیانے میونسکے دولاں کنٹا میں
 رات کو بہت سی گولہ باری کے مقابلے ہوئے۔

جرمنوں کی کامیابی - ایک روسی اسٹاک ہولم کی خبر نویس
 مغربی ہے اور کتا کے مغرب میں دشمنوں نے ایک ہندی
 پر قبضہ کر لیا - وادی کا سینچوں رو مانیوں نے دشمن کا
 ایک حملہ ستر دیکھا -
 عراق کے طبی نفاذ قص و کھلائیوں کی ترقی والوں